روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org

جمعرات 18 جون 2009ء 24 جمادی الثانی 1430ہجری 18 احسان 1388ہش جلد 59-94 نمبر 135

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

بیداری کا ایک بڑا ذریعہ مرکزی اخبار و رسائل کا مطالعہ ہے

بیداری کے قیام کے لئے دوسری اہم چیز یہ ہے کہ جو رسالے اور اخبار مرکز سے شائع ہوتے ہیں۔ وہ کثرت سے پڑھے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر احمدی کے کان میں وہ باتیں پڑنی چاہئیں کہ جن کی اشاعت مرکز سے ہوتی ہے۔ مرکزی اخبار اور رسالوں میں ایک تو کچھ اپیلیں کی جاتی ہیں مثلاً بتایا جاتا ہے کہ بعض جماعتیں اپنے وعدوں کے مطابق اور اپنی ذمہ داریوں کے مطابق چندے نہیں دے رہیں یا بعض جگہوں پر (بیوت) نہیں ہیں وہاں (بیوت) ہونی چاہئیں یا بعض جگہ تربیت کے کام میں سستی ہے۔ وہاں اس طرف توجہ ہونی چاہئے۔ اگر جماعت کو یہ پتہ ہی نہ لگے کہ کس جگہ کس قسم کا نقص یا خامی واقع ہوگئی ہے تو وہ اسے دور کرنے کی طرف متوجہ کیسے ہوسکتے ہیں اسی طرح اگر جماعت اپنے اخبار اور رسالوں کو نہ پڑھے تو انہیں کیسے علم ہو کہ اللہ تعالیٰ کس رنگ میں اور کس کثرت کے ساتھ اپنی رحمتیں جماعت احمدیہ پر نازل کر رہا ہے اور رحمتوں کی اس بارش کے نتیجہ میں ہم پہ جو پہلی اور عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اور اس کا شکر بجا لانا ہے۔ لیکن اگر احباب جماعت کو ان رحمتوں کا علم ہی نہ ہو۔ تو حمد اور شکر بجالانے کی ان پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ کیسے بجالائیں گے۔

میرے اس دورہ کے نتیجہ میں جو پچھلے دنوں میں نے یورپ کا کیا تھا۔ جماعت احمدیہ نے خدا تعالیٰ کے بے شمار فضلوں اور رحمتوں کو دیکھا یعنی جنہوں نے دیکھا جنہوں نے اخبار پڑھے ہمارے اخبار میں بھی ان تمام رحمتوں کا ذکر اس رنگ میں نہیں آسکا جس رنگ میں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہم پر ہوا۔ ابھی پرسوں ہی امام کمال یوسف نے مجھے 164 تراشے اخباروں کے بھیجے ہیں۔ صرف ڈنمارک کی ان اخباروں کے تراشے ہیں جن میں (بیت) ''نصرت جہاں'' کے افتتاح کی خبریں شائع ہوئیں۔ یا انہوں نے ایڈیٹوریل لکھے یا نوٹ دیئے یا مضامین لکھے اس سلسلہ میں۔ اور انہوں نے لکھا ہے کہ یہ تراشے صرف یہاں کے اخباروں کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں نے چرچ کی ہر بلیٹن دیکھی تو نہیں۔ لیکن میرا یہ اندازہ ہے کہ چرچ کی ہر بلیٹن نے ہماری (بیت) کے افتتاح کا ذکر کیا ہے۔ اس پر نوٹ لکھے ہیں۔ اب یہ ساری باتیں ہمارے اخباروں میں نہیں آئیں۔ لیکن جتنی باتیں ہمارے اخبار میں آئی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں بھی ہمارے دل میں اپنے رب اور پیدا کرنے والے کے لئے حمد اور شکر کے جذبات پیدا ہونے چاہئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ساری عمر ان رحمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے رہیں۔ تب بھی ہم حمد اور شکر کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ ....

تو جماعت میں بیداری قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جماعت کا ہر فرد بڑا بھی اور چھوٹا بھی۔ مرد بھی اور عورت بھی۔ جماعت کے اخبار اور رسالوں کو پڑھنے کی عادت ڈالے یا جو نہیں پڑھ سکتے۔ ان کو سنانے کا انتظام کیا جائے۔ جب تک جماعت کے دوستوں کو یہ پتہ ہی نہیں لگے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور فضلوں کے نزول کے ساتھ ترقیات کی راہوں پر کس طرح کس تیزی کے ساتھ اور بلندیوں کی کس سمت میں ہمیں لے جا رہا ہے۔ ہم اس کا شکر بجا نہیں لا سکتے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے ہمارے دلوں میں وہ جذبہ ہی نہیں ہوسکتا۔

تو جماعت کو بیدار رکھنے کے لئے مرکز کے اخباروں اور رسالوں کا پڑھنا ضروری ہے۔ اور ان اخباروں اور رسالوں کو پڑھنا اور پڑھوانا یہ انصار اللہ کی ذمہ داری ہے۔ یہ ذمہ داری انصار اللہ پر ہے کہ انہوں نے جماعت کو بیدار رکھنا ہے۔ انہوں نے جماعت کو بیدار رکھنا ہے تو جس وقت آپ یہاں سے تشریف لے جائیں۔ ہر ضلع کے نمائندے تو آئے ہوئے ہیں۔ ضلعی نظام اس بات کی طرف خاص توجہ دے کہ ہر احمدی کو ان فضلوں اور رحمتوں کی واقفیت ہوتی رہے۔ جو اللہ تعالیٰ جماعت پر ہمیشہ نازل کرتا رہا ہے اور کرتا چلا جا رہا ہے۔ بیداری پیدا کرنے کے لئے یا جماعت کو بیدار کرنے کے بعد بیداری قائم رکھنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر فرد واحد مرکز اور خلافت سے پختہ وابستگی رکھے۔ خلافت سے وابستگی رکھنے کا جب میں کہتا ہوں تو میری مراد کیا ہے۔ اس پر تفصیل کے ساتھ میں کچھ باتیں بیان کرنے کے بعد بتاؤں گا۔ بہرحال جماعت میں بیداری پیدا کرنے کے لئے اور بیداری قائم رکھنے کے لئے مرکز میں کثرت سے آنا۔ مرکز کے اخبارات کو کثرت سے پڑھنا اور خلافت اور مرکز سے وابستگی رکھنا یہ ضروری ہے اور اس کے لئے ہمیں بہرحال جدوجہد کرنی پڑے گی اور جدوجہد رہنی چاہئے۔ کیونکہ یہ ہمارا فرض ہے۔ ہمارا حق ہے۔ ہم پر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔

(سبیل الرشاد جلددوم ص65)

اردو کو بشارت

دلی کے مشہور ولی حضرت خواجہ میر درد کا ارشاد

اے اردو گھبرانا نہیں تو فقیروں کا لگایا ہوا پودا ہے خوب پھلے پھولے گی تو پروان چڑھے گی ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ قرآن حدیث تیری آغوش میں آکر آرام کریں گے بادشاہی قانون اور حکیموں کی طبابت تجھ میں آجائے گی اور تو سارے ہندوستان کی زبان مانی جائے گی۔

(میخانۂ درد مرتبہ حکیم خواجہ سیدناصر نذیر فراق دہلوی مارچ 1910ء جید برقی پریس)

مالی قربانی کیلئے ایک احمدی کا نمونہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 8 مئی 2009ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

گزشتہ دنوں مَیں الفضل میں ایک مضمون دیکھ رہا تھا۔ مالی قربانی پہ کسی لکھنے والے نے لکھا۔ ربوہ میں کسی احمدی کا واقعہ تھا کہ وہ صاحب گوشت کی دکان پر کھڑے گوشت خرید رہے تھے۔ وہاں سے سیکرٹری مال کا سائیکل پر گزر ہوا تو اس شخص کو دیکھ کر جو سودا خرید رہا تھا، سیکرٹری مال صاحب وہاں رک گئے اور صرف یاددہانی کے لئے بتایا کہ آپ کا فلاں چندہ بقایا ہے۔ تو اس شخص نے پوچھا کہ کتنا بقایا ہے؟ جب سیکرٹری مال نے بتایا تو وہ کافی رقم تھی۔ تو انہوں نے وہیں کھڑے کھڑے وہ سیکرٹری مال کو ادا کر دی اور رسید لے لی۔ اور قصائی سے جو گوشت خریدا تھا وہ اس کو واپس کر دیا کہ آج ہم گوشت نہیں کھا سکتے۔ سادہ کھانا کھائیں گے۔

تو یہ ایسے بندے ہیں جو شیطان کے بہکاوے میں نہیں آتے جب وہ کہتا ہے کہ یہ کیا کر رہے ہو، تمہارے بچے ہیں ان کا آج گوشت کھانے کو دل چاہ رہا ہے اور تم اس سے اُن کو محروم رکھ رہے ہو؟ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کی یہ ایک نہیں سینکڑوں مثالیں ہیں جو صرف گوشت ہی نہیں چھوڑتے بلکہ بعض دفعہ مالی قربانی کی خاطر فاقے بھی کر لیتے ہیں لیکن مالی قربانی سے پیچھے نہیں ہٹتے۔

نمایاں اعزاز

مکرم نور الٰہی بشیر صاحب سیکرٹری وصایا و تعلیم القرآن حلقہ گلشن پارک مغلپورہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری بیٹی مکرمہ ناصرہ سلطانہ صاحبہ زوجہ مکرم رانا نسیم احمد صاحب نے 2003ء میں ڈاکٹر عبدالسلام انٹرنیشنل سنٹر برائے تھیوریٹیکل فزکس ٹریسٹے اٹلی سے کنڈنسڈ میٹر فزکس میں پوسٹ گریجوایٹ ڈپلومہ حاصل کیا تھا۔ دسمبر 2008ء

(باقی صفحہ 8 پر)

مشعل راہ

دین کی اشاعت میں تحریری طور پر بھی حصہ لیں
ہماری جماعت کا فرض ہے کہ علمی مذاق کو ترقی دے

سیدنا حضرت مصلح موعودنے 7 ستمبر 1928ء کو درس القرآن میں شامل ہونے والے احباب سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا

تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دین کی اشاعت میں تحریری طور پر بھی کوشش کریں۔اس وقت یہاں علماء بھی بیٹھے ہیں۔ان کو خاص طور پر توجہ دلاتا ہوں۔ان کا تحریر کا کام بہت کم رہ گیا ہے۔سوائے ایک دو کے ان میں سے کوئی اس میں حصہ نہیں لیتا۔مولوی اللہ دتا صاحب کے مضامین ہوتے ہیں۔کسی اور کا بہت کم نام دیکھنے میں آتا ہے۔ابھی شکایت پہنچی ہے کہ علماء نے چونکہ تحریری کام چھوڑ دیا ہے۔اس لئے جماعت کی علمی ترقی نہیں ہوتی۔علماء کے سوا اور لوگ بھی تحریر کا کام کر سکتے ہیں۔میر محمد اسماعیل صاحب علماء میں سے نہیں۔لیکن بہت مفید مضامین لکھتے رہتے ہیں غیر مبایعین میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے بکثرت مضامین ہوتے ہیں۔اور وہ اپنے مضامین کو علمی بنانے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔جس میں اکثر ٹھوکر کھاتے ہیں۔ہماری جماعت کو چاہئے کہ علمی مذاق کو ترقی دے اور یہ علماء اور گریجوایٹوں کا کام ہے۔ہمارے علماء کہتے ہیں۔دوسرے کاموں کی وجہ سے ہم علمی مضامین نہیں لکھ سکتے۔لیکن انہیں یادرکھنا چاہئے۔ان کی اس قسم کی مجبوریاں لوگوں کے سامنے نہیں جاتیں۔بلکہ عمل جاتا ہے اور انہیں عملی طور پر اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔اسی طرح جو گریجوایٹ ہیں اور جو گریجوایٹ نہیں۔لیکن علمیت رکھتے ہیں وہ بھی مضامین لکھیں۔ہمارے انگریزی خواں نوجوانوں میں ڈاکٹر شاہ نواز صاحب ہیں۔جنہیں مضامین لکھنے کا شوق ہے انہوں نے یہ کام اسی طرح شروع کیا۔کہ مجھ سے پوچھ کر کسی مضمون کے متعلق نوٹ لکھ لیتے اور اپنی تحقیقات اور کوشش سے اس مضمون کو مکمل کر لیتے۔جنہیں مضمون لکھنے کی کافی مشق نہ ہو۔وہ اس طرح کر سکتے ہیں کہ علماء اور اہل علم لوگوں سے واقفیت بہم پہنچا کر مضمون تیار کرلیا کریں۔

میری معرفت بھی الفضل میں چھپنے کے لئے مضامین آتے رہتے ہیں۔مگر میں نے دیکھا ہے۔ان میں سے اکثر مضامین ایسے ہوتے ہیں جو شائع ہونے کے قابل نہیں ہوتے اور پھر مضمون لکھنے والے شکایت کرتے ہیں کہ ان کے مضمون کیوں شائع نہیں کئے گئے۔اگر اس قسم کے مضمون چھپنے لگیں۔تو اخبار ایک سال کے اندر اندر بند ہو جائے۔ایسے لوگ تو مضامین بھیجتے رہتے ہیں لیکن جنہیں لکھنا آتا ہے وہ نہیں لکھتے اس درس کے دوران میں آپ لوگوں نے سنا ہے۔کہ ہمارا نام رقیم رکھا گیا ہے۔یعنی لکھنے والے مگر لکھنے کی طرف ہماری جماعت کے لوگوں کو بہت کم توجہ ہے۔میں توجہ دلاتا ہوں کہ احباب اپنے اپنے رنگ میں مضامین لکھیں۔اس طرح ان کی اپنی علمیت میں بھی ترقی ہوگی اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچے گا۔

علماء کو خاص طور پر مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ.........غفلت کو دور کریں اور کام کریں۔علماء نے سمجھ لیا ہے۔کہ اب انہیں مضامین لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔مگر یہ درست نہیں۔اب بھی ضرورت ہے وہ مضامین جو پہلے ہماری طرف سے لکھے گئے۔لوگ بھول گئے ہیں اور اب وہ یہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔کہ ان کا علم مٹ گیا ہے اور نقل رہ گئی ہے۔ہمارے علماء سمجھتے ہیں۔دلائل کا کافی ذخیرہ وہ جمع کر چکے ہیں۔اب انہیں لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔مگر یہ کافی نہیں ہماری جماعت کے لوگ نئے نئے مضامین لکھیں۔نئے دلائل اور نئے طریق سے ان پر روشنی ڈالیں۔تو اس سے ثابت ہو۔کہ ہماری جماعت زندہ جماعت ہے اور روز بروز علمی زندگی میں ترقی کر رہی ہے۔یہ نہایت ضروری بات ہے۔احباب کو بہت جلد اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ (الفضل 25 ستمبر 1928ء)

الفضل کا خلافت جوبلی نمبر

اک حسین تحفہ

خدا کے پیاروں کے لیل و نہار کا مظہر
یہ ''الفضل'' تو ہے چین و قرار کا مظہر

بہت حسین ہے دلکش ہے ''جوبلی نمبر''
ہے خوشبوؤں میں رچی اِک بہار کا مظہر

ورق ورق پہ یہ موتی ہیں یا ستارے ہیں
ہاں لفظ لفظ ہے مولیٰ سے پیار کا مظہر

یہ اہلِ دل کے لئے اک حسین تحفہ ہے
ہے جذب و عشق میں ڈوبے خمار کا مظہر

سجا ہوا ہے بہت دل نشین رنگوں سے
دکھائی دیتا ہے یہ حسنِ یار کا مظہر

یہ ترجمان ہے ہر دور میں صداقت کا
یہی ہے صدق کے روشن مینار کا مظہر

عبدالصمد قریشی

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ۔ مطبع ضیاء الاسلام پریس۔
مقام اشاعت۔ دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت۔ -/5 روپے

پبلشر و پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دار النصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/5 روپے

بنت احمد

الفضل تمہارا شکریہ
ایک قاریہ کے پاک جذبات

خدا کرے میرا تمہارا ساتھ ایک پل کے لئے بھی نہ ٹوٹے

از لاہور

پیارے الفضل!

کہو کیسے ہو، ویسے تو تمہاری خیریت کی خبر روزانہ تم سے ملتی ہی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں رہتی دنیا تک قائم و دائم رکھے اور جو فضائل و انعام تمہارے توسط سے ہم تک پہنچتے ہیں، ہماری نسلیں بھی قیامت تک ان سے فیضیاب ہوتی رہیں۔ آمین

آج تم حیران ہو گے کہ یہ کون اجنبی آج تم سے مخاطب ہے تو چلو پہلے یہ واضح کردوں کہ میرا تمہارا ساتھ تو میرے دنیا میں سے آنے سے بھی پہلے کا ہے۔ جب شعور اس قابل ہوا کہ سننے اور کہنے لگے تو علی الصبح ناشتے کی میز پر تمہارا ذکر اور تبصرہ سنا اور کبھی کبھی امی، ابو کو پریشان دیکھا تو اس لئے کہ آج الفضل نہیں آیا۔

میں سوچتی تھی کہ الفضل کون ہے جو امی ابو کے لئے اتنا اہم ہے میں نے تو اس نام کا کوئی شخص آتے جاتے نہیں دیکھا۔ پھر وقت کچھ آگے بڑھا تو جانا کہ ایک روزنامہ ہے ایک اخبار اور جماعت احمدیہ کا ترجمان ہے، جسے الفضل کہتے ہیں۔ جب وہ گھر میں آتا ہے تو امی، ابو کی خوشی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے اور جب نہیں آتا تو گھر کی فضا از حد بے چین رہتی ہے۔

پہلے تو ہاکر اخبار لاتا تھا پھر ڈاک سے آنا شروع ہوا۔ گھر کے دروازے سے ڈاک لانا میری اولین ننھی منی سی ذمہ داری تھی۔ پھر جب نظریں حرف شناس ہوئیں اور حروف کے معنی کچھ کچھ سمجھ میں آنے لگے تو تمہیں پڑھنا بھی شروع کر دیا۔

امی ابو بڑے بہن بھائیوں کو کہہ رہے ہوتے تھے الفضل پڑھا کرو۔ ایک کزن کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ افراد جماعت میں کون پیدا ہوا، کون فوت ہوا، کون بیمار ہے، یہ سب الفضل سے پتا چلتا ہے بس اور کیا ہے۔ امی نے جھٹ سے کہا اس میں بہت سا دینی اور علمی خزانہ ہوتا ہے جو جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے ضرورت ہے۔

بہرحال جب پڑھنا سیکھا تو تمہارے سرورق پر بائیں طرف سب سے اوپر کونے میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی صحت کے متعلق درج ہوتا تھا سب سے پہلے وہ پڑھتی تھی اور آپ کے لئے دعا کرنے کے بعد الفضل امی کو لا دیتی تھی۔

اسی طرح وقت گزرتا رہا۔ کبھی کبھی مخصوص حالات کی وجہ سے عارضی جدائی بھی برداشت کرنا پڑی۔ پھر میری شادی ہوگئی اور کچھ ناگزیر وجوہات کی بنا پر تم سے تعلق ٹوٹ گیا۔ پھر جب اپنی علالت کی وجہ سے امی میرے پاس آئیں تو تمہیں بھی ادھر (لاہور) ٹرانسفر کرالیا۔ امی کی وفات کے بعد الفضل اپنے نام پر جاری کرایا اور تب سے میرا تمہارا ساتھ ہے۔

یہ تو تھا میرا تم سے تعارف اب لازمی تم یہ سوچو گے کہ جب میں تمہیں اتنی دیر سے جانتی تھی تو اب تک مخاطب کیوں نہیں ہوئی۔ تو سمجھو کہ جو تعلق مستقل ہو اور روزانہ ملاقات ہو تو خط کون لکھتا ہے۔ لیکن اب اچانک جی میں آئی کہ مجھ جیسے اور بھی کئی ہوں گے جو کہ مجھ جیسی کیفیات سے گزرتے ہوں گے، چلو اپنے ساتھ ساتھ ان کے احساسات کو بھی زبان دے دوں اور مضمون کی بجائے خط کا انداز اس لئے اختیار کیا کہ اس طریق پر جس سادگی، اپنائیت، لطافت اور تعلق کی گہرائی کا اظہار ہوتا ہے وہ مضمون میں ممکن نہیں اور ہاں میں نے تمہیں 'تم' سے مخاطب کیا ہے یہ بے ادبی نہیں ہے بے تکلفی کا مزا ہے۔

چلو اب آتے ہیں اصل بات کی طرف کہ ایک عرصہ سے میں تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہ رہی تھی۔ پر سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیسے شکریہ ادا کروں۔ صرف ایڈیٹر صاحب کو خط لکھ دوں کہ جناب ایڈیٹر صاحب! میں اتنے عرصہ سے الفضل کی قاریہ ہوں مجھے اس، اس وجہ سے الفضل بہت اچھا لگتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

تو یہ طریق میرے شکریہ کا بخوبی متحمل نہیں ہو رہا تھا۔ اب آج اس طرح شکریہ ادا کروں گی۔ شکریہ کی بہت سی وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ دنیاوی تعلیم تو اس لئے کم رہ گئی کہ ایف اے کرتے ہی بیاہی گئی۔ بہرحال دینی تعلیم جاری رہی تمہاری وجہ سے اور تم نے ہی میری اردو بہتر کردی اور زبان و بیان کا کچھ طریق سمجھایا کچھ بچپن سے ہی گھر کا ماحول ایسا تھا کہ اب لوگ سمجھتے ہیں شاید میرے پاس کوئی بڑی ڈگری ہے۔

اور اردو کیسے بہتر ہوئی، وہ یوں کہ تم جو قرآن، حدیث، سنت رسول ﷺ تحریرات مبارکہ، خلفاء کرام کی تحریرات اور دیگر بزرگان سلسلہ و اہل علم کی تحریرات ہمیں پڑھاتے رہتے تھے ان حوالہ جات سے وہ پوری کتاب پڑھنے کو دل چاہتا تھا اور کتابی کیڑے تو ہم تھے ہی جس کاغذ کی پڑیا میں کوئی چیز آتی تھی یا اخبار جس میں روٹی لپٹ کر آتی تھی وہ بھی پڑھتے تھے تو پھر وہ سب کیوں نہ پڑھتے جو روح کی زندگی کا باعث تھا۔

پھر بچپن ہی سے یہ لازم ٹھہرا تھا کہ نماز اور تلاوت قرآن کریم کی باقاعدگی کے ساتھ ساتھ الفضل کی باقاعدگی بھی لازمی ہے۔

پتا ہے جب میں نے اپنے بچوں سے کہا کہ الفضل پڑھو تو جواب ملا کہ اس کی حدیث پڑھتے ہی سارا الفضل سمجھ آجاتا ہے کہ آج کے الفضل کا کیا موضوع ہے۔ دعا کرو کہ جو یہ کہتے ہیں وہ پورا پڑھ لیں گے تو لازمی ان کی ذات میں بہترین انقلاب آئے گا۔ اللہ کرے۔

اور دوسری وجہ جو شکریہ کی ٹھہری۔ بطور خاص تمہارے سرورق سے۔ نیک فال لیتی ہوں کیونکہ جو بھی مسئلہ جب بھی درپیش ہوا تو تمہارے ہاتھ میں آتے ہی حل ہوگیا۔ پوچھو گے وہ کیسے؟ تو وہ یوں کہ اگر کبھی کوئی مالی پریشانی ہوئی تو حدیث پڑھی کہ خندہ پیشانی سے حالات کا مقابلہ کرو اور صبر اور دعا سے کام لو۔ اگر کبھی ذہن میں یہ احساس آیا کہ ہم تو اتنے گناہگار ہیں دعا کیونکر قبول ہوگی۔ تو اسی دم تم نے تسلی دی کہ خدا تعالیٰ اپنے بندے کی دعا ضرور سنتا ہے۔ پر ساتھ ہی یہ بھی سمجھایا کہ اللہ کو اللہ سمجھ کر دعا کرو وہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے تمہاری دعا کو کس رنگ میں قبول کرنا ہے۔ جہاں کہیں کوئی غلطی، کوئی زیادتی ہوئی پھر اس کے احساس سے پشیمانی ہوئی، تم نے فوراً آگے بڑھ کر تسلی دی۔ یوں کہ خدا تعالیٰ کو ندامت کے آنسو اور ندامت کا پسینہ پسند ہے۔ اگر کبھی نماز میں دل نہیں لگا اور شیطان نے بہکایا تو تم نے ہی سمجھایا کہ یہ شیطان ہے، دل لگے نہ لگے نماز پڑھو اور خدا سے حضوری چاہو۔

کبھی کہیں مسلسل کوئی اچھائی کی اور بشریت کے تقاضے کے تحت سپاس نامہ نہیں ملا تو بھی تم ہی مدد کو آئے کہ ہر شخص کو اس کے اعمال کا اصل اجر خدا سے ملتا ہے تم اپنے ہر عمل کو اس کے لئے خالص کرو اور کبھی جو کسی قرابت دار کی وجہ سے دل دکھا تو تم نے وہ حدیث اور ملفوظات سامنے لا رکھے کہ صلہ رحمی یہ ہے کہ جو تم سے تعلق توڑنا چاہے اس سے تعلق جوڑو۔ جو عہدہ دار ہونے کی حیثیت سے کبھی یہ احساس ہوا کہ شاید ہم عہدہ براء نہیں ہو رہے تو تمہارے سرورق پر یہ تحریر تھا کہ تمہارا کام صرف پہنچا دینا ہے تم داروغہ ہرگز نہیں ہو۔

اگر ذہن میں یہ احساس کلبلایا کہ عہدے سے انصاف نہیں ہو رہا تو بھی تمہی مدد کو آئے یہ تحریر لے کر کہ عہدے کی خواہش نہ کرو، ہاں اگر بن چاہے، بن مانگے کوئی عہدے کی امانت تمہارے سپرد ہو تو اسے انعام سمجھو اور انعام لوٹایا نہیں کرتے۔

پھر یہ احساس اگر پریشان کرنے لگا کہ حقوق والدین میں کوتاہی ہوئی ہے تو پھر یہ پڑھا کہ اس کی تلافی ان کے حق میں دعائے خیر اور ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کی دعا کرنے اور استغفار سے ممکن ہے۔

جب کچھ لوگوں نے کہا اتنی دعائیں مانگتی ہو، اللہ کے پیچھے پڑی رہتی ہو، کتنی قبول ہوئیں؟ تو تم فوراً آگے آئے اور کہا مایوسی کفر ہے اور وہ مثالیں بتائیں کہ برسوں یہ سننے کے باوجود کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ دعا نہیں چھوڑی اور اس بات پر کہ میرا کام مانگنا ہے، اس کا کام دینا ہے۔ دعائیں قبول ہوگئیں۔

اور ہاں مجھے اپنی ذات کے بخیے ادھیڑنے کی عادت ہے ہر بات پر خود کو کٹہرے میں کھڑا کر لیتی ہوں۔ پھر بھی تم نفس امارہ، لوامہ اور مطمئنہ کی تفسیر لے آتے ہو۔

کبھی کوئی غلطی ہو اور احساس ہو اور پھر میں خدا تعالیٰ سے استغفار کروں اور دعا کروں تو اسی صبح تم مجھے تسلی دیتے ہو کہ سچی استغفار خدا ضرور قبول کرتا ہے۔ کبھی دنیا کے شور ہنگاموں میں دنیا کی کسی تقریب میں کوئی غلطی ہو اور بعد میں اس کا احساس ہو پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگوں اور استغفار کروں تو اسی صبح ایک طرف تو تم یہ تسلی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار ضرور کرو۔ اللہ قبول کرتا ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کر دیتے ہو کہ تفریح کے اوقات میں بھی احکام خداوندی، سنت رسولؐ، قرآن اور خلیفہ وقت کے احکام نہیں بھولنے چاہئیں۔

انسان ہوں مختلف ادوار مجھ پہ گزرتے ہیں۔ کئی کیفیات سے گزرتی ہوں اور ہر کیفیت کے دور میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ خدا تعالیٰ کی متعلقہ صفت کے متعلق تم مجھے پڑھا دیتے ہو اور مجھے مطمئن کر دیتے ہو۔

راہ حیات میں جب بھی کبھی کسی دوراہے یا چوراہے پر قدم رکے تو تم نے ہی بتایا کہ یہ راستہ صحیح ہے یہاں منزل ملے گی، کبھی تو کہا راستہ آسان ہے اور کبھی کہا کہ راستہ مشکل ضرور ہے لیکن بہتر یہی ہے اور یہی تمہیں منزل پر پہنچائے گا اور کبھی تم نے میری سوچ پڑھ لی اور بتایا کہ صحیح ہے یا غلط۔ میں حیران ہوں اس بات پر کہ میری سوچوں تک تمہاری اس قدر رسائی کیونکر ہے۔ پھر اس کا بھی جواب تمہاری طرف سے فوراً آجاتا ہے کہ جو لوگ اللہ سے ہدایت مانگتے ہیں۔ خدا ضرور انہیں راستہ دکھاتا ہے۔

کبھی تم تحریرات مبارکہ سے جذب اور سلوک کی راہیں بتاتے ہو۔ کبھی زنجبیلی اور کافوری شربت پلاتے ہو اور ان کی خصوصیات بتاتے ہو۔

الغرض تمہیں کیا بتاؤں کہ تمہاری رسائی میری ذات میں کہاں تک ہے۔ کبھی انذار، کبھی تبشیر، کبھی تنبیہ، کبھی تاکید، کبھی فہم، کبھی ادراک...... ایسا کیا ہے جو مجھے تم سے نہیں ملتا ہے۔ خدا کرے میرا تمہارا ساتھ ایک پل کے لئے بھی نہ ٹوٹے۔ تم یونہی میرے قلب کی تطہیر کرتے رہو۔ جو برکت تمہارے ذریعہ ہم تک پہنچتی ہے۔ پہنچتی رہے اور ہم سب اس سے زیادہ سے زیادہ فیضیاب ہوتے رہیں۔ آمین۔

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

گو کہ یہ شکریہ ناکافی ہے۔ تاہم ایک ادنیٰ سی کوشش ہے تمہارے حضور سپاس نامہ پیش کرنے کی۔ اگر قبول کر لو تو نوازش ہوگی۔ دعاؤں میں یاد رکھنا اور اسی طرح میری راہنمائی کرتے رہنا۔ آخر میں

الفضل! جزاک اللہ

والسلام طالب دعا

تمہاری ایک قدردان

مکرم پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

محترم روشن دین تنویر کا ذکر خیر

تنویر صاحب نے اپنے قبول احمدیت کا ذکر کئی بار تحدیث نعمت کے انداز میں کیا تھا اور یہ بھی بڑی تفصیل سے بیان کیا تھا کہ احمدیت قبول کرنے سے قبل وہ سخت مخالف تھے اور علمی رنگ میں جماعت کے عقائد کا بطلان کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے تھے۔ اس سلسلے میں سیالکوٹ بار ایسوسی ایشن کے اکثر ارکان سے ان کی بحث بھی چلتی رہتی تھی۔ مگر وقت آیا تو قادیان کے ایک ہی سفر نے ان کی کایا پلٹ دی۔ بار کے ارکان میں جناب چوہدری نصر اللہ خاں والد محترم چوہدری سر ظفر اللہ خاں اور چوہدری شاہنواز صاحب کے علاوہ مشہور شاعر فیض احمد فیض کے والد خان بہادر حاجی چوہدری سلطان محمد خاں بھی تھے جو ان کی شاعری کی وجہ سے ان کے مداح تھے۔ ان کا ذکر سر ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنی خودنوشت تحدیث نعمت میں بھی کیا ہے ”خان بہادر حاجی چوہدری سلطان محمد خاں صاحب بیرسٹرایٹ لا زندگی کے اتار چڑھاؤ کا بہت تجربہ رکھتے تھے مملکت افغانستان میں میر منشی رہ چکے تھے جس محفل میں تشریف فرما ہوتے اس کے روح رواں ہوتے۔ جہاندیدہ ہونے کی وجہ سے ان کے ذاتی تجربات اور واقعات کا ذخیرہ لامتناہی تھا۔ میں نے جب سیالکوٹ میں کام شروع کیا تو مجھ سے فرمایا: قانون تم اپنے والد سے سیکھنا لیکن بات کرنے کا ڈھنگ مجھ سے سیکھنا۔ بہت حاضر جواب تھے بار روم میں چھیڑ خوانی کا سلسلہ جاری رہتا لیکن جو صاحب حاجی چوہدری صاحب سے چھیڑ خوانی پر آمادہ ہوتے وہ پہلے ہی قدم پر بری طرح پچھاڑے جاتے۔ ملک کے نامور شاعر فیض احمد فیض ان کی یادگار ہیں“

(تحدیث نعمت صفحہ 127)

میر منشی کو انگریزی لغت میں چیف سیکرٹری کہتے ہیں۔ چوہدری سلطان محمد خان صاحب افغانستان سے اس اعلیٰ خدمت سے سبکدوش ہوئے تو بجائے ہندوستان واپس آنے کے انگلستان چلے گئے اور وہاں سے بیرسٹری کا امتحان پاس کر کے واپس آئے اور سیالکوٹ میں پریکٹس شروع کی۔ تنویر صاحب اکثر ان کا ذکر کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ ان کے سامنے کسی کا چراغ نہیں جلتا تھا مگر احمدیت کے بارہ میں ان کا رویہ بڑا محتاط تھا۔ مخالف تھے مگر تکذیب نہیں کرتے تھے حالانکہ افغانستان جیسی متشدد ریاست میں مقتدر عہدے پر رہ کر آئے تھے۔ تنویر صاحب سیالکوٹ کے زمانہ کے ساتھیوں میں چوہدری شاہنواز کا ذکر ضرور کرتے تھے کہ ان کی پریکٹس خوب تھی مگر بانکے سجیلے نوجوان تھے۔ بعد کو تو تجارت و صنعت میں آئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے نام بھی کمایا اور انفاق فی سبیل اللہ میں بھی آگے آگے رہے اور اب تک ان کے تجارتی ادارے شاہنواز لمیٹڈ اور شاہ تاج شوگر ملز وغیرہ ملک کے معروف اور مقتدر صنعتی ادارے ہیں۔

تنویر صاحب سیالکوٹ کے جس دوست کا سب سے زیادہ ذکر کرتے تھے وہ جناب محمد نذیر فاروقی تھے۔ فاروقی صاحب کو ہم نے ربوہ میں دیکھا ہے دفتر امور عامہ میں خدمت پر مامور تھے مگر نہایت صاحبِ ذوق اور شعر فہم آدمی تھے۔ خود تو شعر نہیں کہتے ہوں گے مگر ان کی بذلہ سنجی کی وجہ سے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب سے ان کی گاڑھی چھنتی تھی۔ فاروقی صاحب سے تعارف یوں ہوا کہ الفضل میں یا شاید سلسلہ کے کسی پرچہ میں ہماری کوئی چیز چھپی اس وقت ہم حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے دفتر میں کام کر رہے تھے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب اور فاروقی صاحب چل کر ہماری حوصلہ افزائی کو آئے تھے۔ فاروقی صاحب نے فرمایا الفضل کا ایڈیٹر میرا سیالکوٹ کا دوست ہے کیا تم ان کو جانتے ہو؟ ہم نے کہا نہیں مگر نام تو سنا ہے۔ کہنے لگے الفضل کے ایڈیٹر سے تم کو ملاؤں گا۔ وہ بہت اچھا شاعر ہے اور تمہیں اصلاح بھی دے گا اور تمہاری ادبی تربیت بھی کرے گا ہم نے کہا اچھی بات ہے مگر ہم تو مولانا مصلح الدین راجیکی کے شاگرد ہیں۔ ہمیں یہ تو یاد نہیں کہ فاروقی صاحب نے ہمیں تنویر صاحب سے ملوایا ہو مگر ہم تنویر صاحب سے پہلی بار ملے تو ان کے گرویدہ ہو کر اٹھے۔ اتنا بڑا شاعر اور الفضل جیسے پرچہ کا ایڈیٹر اور اتنا منکسر المزاج! مبتدیوں کی حوصلہ افزائی تو جیسے ان کی زندگی کا مشن تھا۔ ایسے طریق سے حوصلہ بڑھاتے کہ لکھنے والے کا دل ہاتھ بھر کا ہو جاتا۔ عقدِ ثانی سے قبل الفضل کی دارالرحمت غربی والی کوٹھی کے عقبی حصہ کے ایک کمرہ میں تنویر صاحب رہتے تھے ایک کمرہ میں گیانی عباد اللہ صاحب۔ دونوں بزرگ اپنے اپنے کام میں مگن رہتے۔ تنویر صاحب مشق سخن میں اور گیانی صاحب گورمکھی لٹریچر میں۔ ہم حاضر ہوتے تو تنویر صاحب خود اٹھ کر چائے بناتے اور پھر دیر تک باتیں ہوتیں۔ ادبی قصے۔ شعروں کی باریکیاں۔ استاد شعرا کے اشعار۔ ہم عصر شعرا کا ذکر اذکار۔ شادی کے بعد یہ ذمہ داری ہماری مرحومہ بھابھی امتہ الغنی نے اٹھالی اور جب ہماری بیٹی فرحت تنویر بڑی ہوئی تو اور ایک بڑی تبدیلی یہ آئی کہ چائے کے ساتھ گرما گرم پکوڑے بھی ملنے لگے۔

احمدی ہونے سے قبل تنویر صاحب اپنے وقت کے مؤقر ادبی رسائل میں چھپتے تھے۔ ادبی دنیا۔ ہمایوں۔ نیرنگ خیال۔ عالمگیر۔ اختر شیرانی، تاجور نجیب آبادی، ہمایوں والے میاں بشیر احمد، ادبی دنیا والے مولانا صلاح الدین احمد سب سے ان کی دوستی اور شناسائی تھی مگر احمدی ہوئے تو ان ادبی رسائل میں چھپنا بند کر دیا۔ ساری تگ و تاز سلسلہ کے پرچوں تک محدود ہو گئی اور تنویر صاحب نے دیر سے آنے کے باوجود احمدیہ علم کلام پر وہ دسترس حاصل کی کہ لوگ دنگ رہ گئے۔ آتے ہی الفضل جیسے پرچے کے ایڈیٹر مقرر کر دئے گئے اور یہ کوئی کم خراج تحسین نہیں تھا۔ سلسلہ میں ان کی شمولیت کی روداد تاریخ احمدیت میں درج ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 12/اپریل 1940 میں فرمایا”

ابھی سیالکوٹ کے ایک دوست احمدیت میں داخل ہوئے ہیں شیخ روشن دین تنویر ان کا نام ہے اور وکیل ہیں۔ جب مجھے ان کی بیعت کا خط ملا تو میں نے سمجھا کہ کالج کے فارغ التحصیل نوجوانوں میں سے کوئی نوجوان ہوں گے مگر اب جو وہ ملنے کے لئے آئے اور شوریٰ کے موقع پر میں نے انہیں دیکھا تو ان کی داڑھی میں سفید بال تھے میں نے چوہدری اسد اللہ خان صاحب سے ذکر کیا کہ میں سمجھتا تھا کہ یہ نوجوان ہیں اور ابھی کالج سے نکلے ہیں مگر ان کی داڑھی میں سفید بال آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ یہ تو دس بارہ سال سے وکیل ہیں پہلے احمدیت کے سخت مخالف ہوا کرتے تھے مگر احمدی ہو کر تو اللہ تعالیٰ نے ان کی کایا ہی پلٹ دی ہے“۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 224)

تنویر صاحب کو اپنے دیر سے آنے کا احساس تھا اس لئے سلسلہ کے لٹریچر کا بہت مطالعہ کرتے تھے اور یہ بھی انہی کا کہنا تھا کہ جب بھی حضرت بانی سلسلہ کی یا خلفاء کی کوئی کتاب بار بار پڑھتا ہوں تو ہر بار اس میں کوئی نیا نکتہ سامنے آتا ہے۔

تنویر صاحب نے سفر قادیان اور بیعت کا خط لکھنے کی روداد خود بیان کی ہے:

”دسمبر 39 کے شروع میں میری ایک مربیہ (محترمہ سکینہ بی بی ان کا نام تھا) نے جو نہایت مخلص احمدی ہیں مجھے قادیان دارالامان کی زیارت کی دعوت دی۔ میں نے یونہی کچا پکا وعدہ کر لیا۔ انہی دنوں محترمی محمد نذیر فاروقی ضلعدار ریاست بہاولپور نے بھی (جو میرے لنگوٹئے یار ہیں) ایک خط میں اس قسم کی دعوت دی ان کا ایک مطلب یہ بھی تھا کہ دیرینہ مفارقت کے بعد ملاقات کا اچھا موقع ہاتھ آ جائے گا۔ مزید برآں مرکز سے بھی ایک فارمل دعوت ایک عزیز نے بھجوا دی۔ اس سہ گونہ دعوت کا مقابلہ میری بے پروائی سے نہ ہو سکا۔ 24 دسمبر کی مبارک صبح کو میں قادیان کا واپسی ٹکٹ خرید کر پلیٹ فارم پر گاڑی کی روانگی کے انتظار میں ٹہل رہا تھا کہ اخویم چوہدری شاہنواز صاحب سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ میں نے ان سے قادیان جانے کا تذکرہ کیا مگر ان کو یقین نہیں آیا اور آتا بھی کس طرح ان کو خوب معلوم تھا کہ میں احمدیت کا سخت مخالف ہوں۔ جب میں نے ان کو ٹکٹ دکھایا تو وہ حیران رہ گئے انہوں نے فرمایا قادیان سے تم ضرور احمدی ہو کر پلٹو گے۔ میں نے جواب دیا یہ ناممکن ہے آپ جانتے ہیں مجھ جیسا آزاد منش آدمی ایسی قیدوں میں سما نہیں سکتا میں تو صرف ایک تماشا دیکھنے جا رہا ہوں۔ تعطیلات ہیں لاہور نہ سہی قادیان سہی۔ اتنے میں روانگی کی سیٹی بجی اور ہم سوار ہو گئے۔ ویرکا ریلوے سٹیشن تبدیلی کے لئے اترنا پڑا۔ پلیٹ فارم پر احمدی خاندانوں کے خاندان اتر پڑے۔ پلیٹ فارم سوٹ کیسوں ٹرنکوں اور بستروں سے پٹ گیا۔ اس منظر نے ایک عجیب و غریب اثر میرے دل پر کیا۔ مجھے ایسا معلوم ہوا کہ صدیوں کی سوئی ہوئی کوئی چیز میرے رگ و پے میں بھاگ رہی ہے۔ مرد عورتیں اور بچے، بچے کچھ ماؤں کی گودوں میں اور کچھ ننھے ننھے قدم اٹھاتے ہوئے انگلیاں پکڑے اس سردی کے موسم میں کنبوں کے کنبے گھروں کو تالے لگا کر کس شوق و ذوق سے آمادۂ سفر ہیں۔ پختگیٔ اعتقاد کا ایک مقدس پہاڑ میری نگاہوں میں بلند ہو رہا تھا۔ مرد عورتیں اور بچے ماؤں کی گودوں میں ہمکتے ہوئے بچے چلتے پھرتے بچے سب میری آنکھوں میں چکا چوند پیدا کر رہے تھے۔ میں ایک اور ہی دنیا میں چلا گیا۔ ایسی دنیا جو گزشتہ دنیا سے پاکیزہ تر اور ارفع و اعلیٰ تھی جو مقدس اعتقاد کی دنیا ہے جہاں سوائے صفائی قلب اور جذب روحانی کے اور کچھ نہیں۔ یہ اثر تھا جو میری روح پر ہوا۔ یہ پہلا اثر تھا جس نے زیارت قادیان کا جوش پوری طاقت کے ساتھ میرے دل میں پیدا کر دیا۔ انتظار کی گھڑیاں مجھے قیامت کی صدیاں معلوم ہونے لگیں۔ خدا خدا کر کے ہماری گاڑی آ پہنچی اور میں بڑے اشتیاق سے سوار ہوا۔ اگرچہ گاڑی میں اس قدر بھیڑ تھی کہ بہت سے لوگوں کو کھڑے ہونے کے لئے بھی جگہ میسر نہ تھی اور مسافر سخت تنگی میں تھے مگر مجھے اشتیاق قادیان کی وجہ سے اس کھچا کھچی میں بھی ایک لطف آ رہا تھا اور میں اپنے آپ کو جنت میں بیٹھا ہوا تصور کرتا تھا۔ گاڑی کی رفتار مجھے سست معلوم ہوتی تھی میں چاہتا تھا کہ میری روح اور جسم کی تمام طاقت بھی انجن کی قوت کے ساتھ مل جائے اور گاڑی فوراً قادیان پہنچ جائے۔ غروب آفتاب کے وقت گاڑی قادیان کے سٹیشن پر جا کھڑی ہوئی۔ سٹیشن پر اتنا انبوہ تھا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا۔ یہ ابھی پہلا روز تھا چھبیس تاریخ کو جلسہ کا آغاز ہونا تھا ایک حشر تھا کہ بپا ہو گیا تھا تقدس کا ایک سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور میں اس کی موجوں کی آغوش میں ہچکولے کھا رہا تھا۔ جس مکان میں ہم ٹھہرے وہ محلّہ دارالبرکات میں تھا۔ محلوں کے نام سنتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ہم خلدِ بریں میں آ گئے ہیں۔ عزت و تکریم کی لہر میری رگ رگ میں دوڑ گئی اور ایک روحانی بارش میری روح پر برس رہی تھی۔ ایک بیرونی کمرے میں ہم اترے نیچے کماد کا چھلکا بچھا تھا سردی کا موسم تھا نرم گدیلوں میں لطف کہاں۔ آرام و تعیش پر موت وارد ہو چکی تھی سو تسکین کے اور کوئی بات ہی نہ تھی۔ لنگر سے کھانا منگوایا کھایا اور سو رہے۔ صبح اٹھ کر بازار سے

ہوتے ہوئے بہشتی مقبرہ کی زیارت کی قبروں کی قطاریں زندہ انسانوں کی صفیں معلوم ہوتی تھیں۔ مردوں کی پاک نفسی قبروں کے گوشوں سے نکل نکل کر میری روح سے ہم آغوش ہوگئی۔ تربتوں کی سادگی نہایت جاذبِ نظر تھی۔ زندہ مردوں کی ایک دنیا! ایسے مردے کہ جن کے سامنے مجھ جیسا زندہ ایک مردہ معلوم ہوتا۔ یہ ان عقیدت کیش لوگوں کی آخری آرام گاہ ہے جنہوں نے اپنا تن من دھن (دین) کے نام پر قربان کردیا۔ پاک نفسوں کا اتنا بڑا جمگھٹا شاید ہی کسی اور جگہ دیکھنے میں آئے۔ بے اختیار میرے ہاتھ فاتحہ کے لئے اٹھ گئے اور میری روح ان مٹی کی پاک قبروں کے ساتھ لپٹ گئی۔ بعدہٗ ہم اس چار دیواری میں داخل ہوئے جہاں حضرت مسیح موعود کا مزار مقدس ہے۔ سادگی پر ہزار بناوٹیں قربان ہورہی تھیں۔ خاک کے ذرے ذرے سے صداقت کی آواز اٹھ رہی تھی یہ قبر اس انسان کی تھی جس نے اپنے مسیحائی کے دعوے کی وجہ سے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے ساتھ عمر بھر نبرد آزمائی کی۔ جس کی تکفیر کے فتوے لکھے گئے جس پر عیاذاً باللہ صرف عیاشی کے ہی اتہام نہ لگائے گئے بلکہ جس کو قتل کی دھمکیاں بھی دی گئیں اور جس کی اہانت کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا مگر خدا نے اسے ہر ایک گزند سے بچایا۔ وہی انسان آج اس سادہ سے اور تہی از تکلف مزار کی آغوش میں جاودانی نیند پڑا سو رہا ہے۔ اس مٹی کی ڈھیری نے میرے دل میں ایمان کا شعلہ بھڑکا دیا اور میں ایک مضطرب جان لے کر وہاں سے لوٹا...... بعد دوپہر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی باتیں انجمن خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں سنیں اس گرانمایہ شخصیت کے متعلق جتنے شکوک میں اپنے دل میں لے کر آیا تھا تمام کے تمام اس طرح مٹ گئے کہ گویا کبھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ اتنا سادہ اور پرزور کلام میں نے پہلے کبھی نہیں سنا۔ تقریر میں کوئی دقیق مسائل نہیں بیان کئے گئے تھے سادہ روزمرہ کی باتیں تھیں مگر انہی سادہ باتوں میں خدا جانے کہاں کی جاذبیت تھی کہ میں نے ایک ایک لفظ ہمہ تن گوش ہو کر سنا اور اپنے آپ کو زندہ سے زندہ تر پایا۔ دوران جلسہ میں حضور کی دیگر تقاریر بھی سنیں جو اپنی سادگی برجستگی اور تاثیر کے لحاظ سے بے مثل تھیں۔ باوجود ان تاثرات کے میں پکا غیر احمدی رہا اور مورخہ 29 دسمبر 1939ء کو صبح کی گاڑی سے قادیان سے رخصت ہو کر گھر کو روانہ ہوا۔ میرے ہمراہ اور بہت سے لوگ بھی اس گاڑی پر واپس ہو رہے تھے جو عموماً احمدی تھے۔ میرے ڈبے میں ایک شخص کے پاس چند کتب تھیں جو وہ قادیان سے خرید کر لایا تھا۔ میں نے دفع الوقتی کے لئے ایک کتاب ان میں سے اٹھالی اور پڑھنے لگا یہ کتاب حضرت (مصلح موعود) کی تقریر ''انقلابِ حقیقی'' تھی۔ اس تقریر کے ختم کرنے تک میں دل میں احمدی ہو چکا تھا۔ زمین تو پہلے تیار تھی صرف بیج ڈالنے کی دیر تھی جو انقلاب حقیقی نے ڈال دیا اور خدا کی رحمت یکبارگی مجھ پر نازل ہوگئی۔ پہلے میں نے احمدیہ لٹریچر کا مطالعہ ایک مخالفانہ نکتۂ نگاہ سے کیا ہوا تھا وہ تمام مطالعہ اب یکدم مجھ پر کریمانہ انداز سے جھپٹا اور میں شکار ہوگیا۔ مجھے اپنے آپ پر خود یقین نہ آتا تھا میری رگ رگ میں ایک ہیجان بپا تھا اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ ابھی ابھی میری روح میرے جسم کو چھوڑ دے گی۔ جس طرح اچانک کسی ہتھیلی پر جلتا ہوا کوئلہ رکھ دیا جائے اور وہ اس اثر سے تلملانے لگے یہی حال میری روح کا تھا۔ عید قربان کی نماز جامع احمدیہ سیالکوٹ میں ادا کی اور گھر آ کر بیعت کا فارم پُر کر کے امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ بھیج دیا''۔

(الفضل 15 مارچ 1940ء صفحہ 4-5 بحوالہ تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 221 تا 224)

اس خط میں آپ نے یہ قطعہ بھی لکھا

عید قرباں ہے آج اے تنویر
مجھ پہ ہے فضلِ ربِ سبحانی
پیش کرتا ہوں روح و قلب و دماغ
کاش منظور ہو یہ قربانی

اور پھر یہ تو ارد و اتفاق دیکھئے کہ وفات سے کچھ روز پہلے آپ نے لکھا۔

''عید قرباں ہے مگر عید کا سامان کہاں؟
جان قربان کروں تن میں مگر جان کہاں؟''

اور ان کا انتقال عین عید قربان کے روز ہوا۔ ان کا یہ مصرعہ کیسا مقبول بارگاہ الٰہی ہوا۔ جان قربان کروں تن میں مگر جان کہاں؟ ان کا آنا بھی عید قربان کے دن ہوا اور ان کا جانا بھی۔ ع

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اس مضمون میں چوہدری شاہنواز صاحب کا ذکر ہوا ہے ایک واقعہ بڑی دیر سے میں بیان کرنے کی سوچ رہا تھا کہ کوئی سبیل پیدا نہیں ہوتی تھی آج تنویر صاحب کے ذکر خیر میں یہ واقعہ اگرچہ غیر متعلق ہے مگر جملہ معترضہ کے طور پر درج کر رہا ہوں تا کہ دعا کی تحریک ہو جائے۔ کچھ برس پہلے میری بیوی امۃ المجید ناصر لندن کے جلسہ سالانہ پر گئیں تو واپس آ کر کہنے لگیں میں ایسی بات دیکھ کر آئی ہوں کہ اب تک دنگ ہوں کہ احمدیت نے لوگوں میں کیسی کیسی تبدیلیاں پیدا کی ہیں۔ کہنے لگیں میں واش روم میں گئی تو وہاں دیکھا کہ ایک معزز خاتون دستانے اور لمبے بوٹ پہنے جھاڑو اور لوٹا ہاتھ میں لئے خدمت پر مستعد ہے اور جونہی کوئی خاتون فارغ ہو کر بیت الخلا سے نکلتی ہے وہ لپک کر بیت الخلا کو صاف کر دیتی ہے۔ کہنے لگیں کہ ان کی شکل بڑی مانوس معلوم دی مگر انہوں نے جلدی سے منہ دوسری طرف پھیر لیا کہ پہچانی نہ جائیں۔ بعد کو معلوم ہوا کہ وہ معزز خاتون محترمہ مجیدہ بیگم چوہدری شاہنواز تھیں سلسلہ کے مشہور خادم نواب محمد دین صاحب کی بیٹی۔ بعد کو لندن لجنہ کی ایک عہدیدار نے انہیں بتایا کہ یہ ہر جلسہ پر خود کہہ کر اس جگہ ڈیوٹی لگواتی ہیں۔

❁❁❁❁❁❁

الفضل اور احباب جماعت

☆**حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی** حضرت مصلح موعود کی خدمت میں تحریر کرتے ہیں:۔

جب حضور شملہ میں تشریف فرما تھے تو ایک عریضہ خدمت اقدس میں لکھا گیا تھا کہ خاکسار کی بیوی حاملہ ہے اور ایام وضع قریب ہیں چونکہ بیمار ہے اس لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز یہ بھی عرض کیا گیا تھا کہ خواب میں مجھے بتایا گیا ہے اور بشارت دی گئی ہے کہ اب جو لڑکا پیدا ہوگا وہ برکات احمد ہے۔ یہ سن کر میں کہتا ہوں کہ تب میں اپنی کنیت برکات احمد کے نام پر ابوالبرکات رکھتا ہوں۔ اس کے بعد بیمار ہوگیا۔ اس کے متعلق بھی عرض کی گئی تھی کہ حضور دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ ایسا ہی کرے اور حضور کا مکرمت نامہ آیا تھا کہ خدا آپ کو ابوالبرکات بنائے۔ سو الحمد للہ کہ حضور کی سب دعائیں قبول ہوئیں۔ بیوی روبصحت ہے اور 22 اکتوبر بروز سوموار خاکسار کے ہاں لڑکا بھی پیدا ہوا ہے۔

تین چار روز ہوئے میں نے رویا میں ایک کاغذ بصورت اخبار دیکھا جو ہمارے دروازے پر آویزاں ہے اور اس پر جلی قلم سے الفضل لکھا ہے۔ خاکسار نے شکریہ میں ایک سال کے لئے الفضل کا مبارک اور پُر از فضل پرچہ اپنی طرف سے کسی غیر مستطیع کے نام جاری کرنے کے لئے لکھ دیا ہے۔

یہ خط الفضل میں شائع کرتے ہوئے ایڈیٹر الفضل محترم غلام نبی صاحب تحریر کرتے ہیں۔

مولانا موصوف نے بچہ کے پیدا ہونے اس کو برکات احمد قرار دیئے جانے اور اپنی کنیت ابوالبرکات رکھنے کی رویا مجھے بھی سنائی تھی۔ پوری ہوئی۔ مولانا کو مبارک ہو۔ (الفضل 30 اکتوبر 1917ء ص 1)

☆**مکرم عبدالہادی صاحب موضع میٹ بھنگا بنگال** سے لکھتے ہیں:۔

یہ خاکسار ''الفضل'' کا پرانا خریدار ہے لیکن کچھ عرصہ سے علالت کی وجہ سے اور کچھ مالی مشکلات کے باعث اسے بند کر دیا تھا۔ مگر بند کرنے کے بعد روحانیت کمزور ہونے لگی اور اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ ایک تنگ و تار غار میں ہوں۔ از راہ کرم ''الفضل'' اگست کی پہلی تاریخ سے پھر میرے نام جاری فرمائیں۔ (الفضل 31 جولائی 1930ء ص 2)

☆**مکرم معظم خان بہادر محمد عبدالحق صاحب آنریری مجسٹریٹ پیلی بھیت** باوجود علالت اور بڑی عمر کے الفضل کی اشاعت کے لئے جس قدر کوشش فرماتے تھے۔ وہ بہت ہی قابل شکریہ اور دوسرے احباب کے لئے لائق تقلید ہے۔ انہوں نے بہت سے غیر احمدی معزز حضرات خریدار بنائے۔ اپنے ایک عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

میرے بڑھاپے اور خرابی صحت نے مجھ کو معذور بنا رکھا ہے۔ ورنہ میں اشاعت الفضل کے لئے دورہ کرتا مجھ کو اس کے ساتھ عشق ہے۔ اس کی انتظار آمد میں تکلیف اٹھاتا ہوں۔ میرا لڑکا آصف زمان جب علی گڑھ کالج میں پڑھتا تھا۔ اس وقت چندہ کی تحریک ہوئی۔ میں نے تین ماہ کے اندر سات ہزار سے زائد وصول کر کے آصف کے نام بھیج دیا تھا۔ اس کے صلہ میں آصف کو ایک سونے کی گھڑی اور سونے کا ایک تمغہ دیا گیا تھا۔ (الفضل 24 اکتوبر 1921ء ص 7)

☆**مکرم محمد داؤد بھٹی صاحب مربی سلسلہ یوگنڈا** لکھتے ہیں:۔

گزارش ہے کہ خاکسار مشرقی افریقہ یوگنڈا میں اکتوبر 2005ء سے تعینات ہے۔ الفضل کا ہفتہ وار بنڈل ہمیں تسلسل سے مل رہا ہے۔ الفضل کا آنا ہمارے لئے آپ سب سے ملاقات کا ذریعہ ہے۔ الفضل کا معیار الحمد للہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہو رہا ہے۔ اللّٰھم زدو بارک۔ خاکسار الفضل کا مطالعہ کر کے اس میں سے چیدہ چیدہ مضامین کو الگ کر لیتا ہے نیز خاص واقعات اپنی ڈائری کی زینت بناتا ہے اسی طرح مختلف نوعیت کی نظمیں شعر، دعائیں معلومات میری ڈائری کا حصہ بن رہے ہیں۔ سو میں کہہ سکتا ہوں کہ الفضل میرا ایسا دوست ہے جس کی ہر ادا میں علم و معرفت محبت الٰہی، حب رسولؐ، عظمت خلافت و حالات حاضرہ و ملاقات دوستاں کی ہر خوشبو ہے۔

☆**پروفیسر میاں محمد افضل صاحب لاہور** سے لکھتے ہیں:۔

الفضل غالباً دنیا کا واحد اخبار ہے جو تقریباً ہر ملک، چھوٹا ہو یا بڑا۔ اللہ کے فضل سے پہنچتا ہے۔ اس لئے اس میں مضمون کا چھپ جانا گویا اس کا دنیا کے کناروں تک پہنچنا ہے۔ یہ میں نے اس لئے لکھا کہ جب کینیڈا کے ایک مربی صاحب کا میرے ''اللہ میاں کی گائے'' کے مضمون کے متعلق توصیفی پیغام ملا تو مجھے خوشی بھی ہوئی اور ایک بات کہ دنیا کے کناروں تک پہنچنے کی مزید تصدیق بھی۔ اللہ کرے آپ کا روزنامہ پھلتا پھولتا رہے۔ (18 جون 2006ء)

☆**مکرم چوہدری محمد حنیف ساہی صاحب**

بیان کرتے ہیں کہ میں نے 1945ء میں بیعت کی۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد میرے دل میں رہ رہ کر یہ خیال آنے لگا کہ جب تک میں سلسلہ کی کتابوں یا کم از کم الفضل کے پڑھنے کے قابل نہیں ہو جاتا میرا احمدیت پر ایمان خدشے میں ہی رہے گا۔ اس لئے میں نے تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا تا کہ میں الفضل پڑھ سکوں اور تفسیر صغیر پڑھ کر اپنے ایمان کو اور زیادہ مضبوط کر سکوں۔ لیکن یہ بہت کٹھن راستہ تھا جس میں بہت سی مشکلیں حائل تھیں۔ اس وقت کوئی تعلیم بالغاں کا انتظام نہیں تھا لیکن اگر لگن سچی ہو تو راہیں خود بخود کھل جاتی ہیں چنانچہ میں نے ہر چہ بادا باد کہتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت مانگتے ہوئے بغیر کسی معین استاد کے خود اپنا آپ استاد بن کر تعلیم حاصل کرنے کا تہیہ کر لیا۔ قرآن کریم ناظرہ پڑھنا تو آتا ہی تھا اس لئے مجھے اردو کے حروف کو پڑھنے میں زیادہ مشکل محسوس نہیں ہوئی تاہم اردو تحریر کو روانی سے پڑھنا اور اردو لکھنا یہ جوئے شیر لانے کے برابر تھا اس کے لئے بہت محنت اور مشق کی ضرورت تھی۔ یہ جنگ عظیم دوئم کی بات ہے۔ جنگ کی وجہ سے مشکل تھا کہ اس سے لالٹین کی روشنی کر کے رات کو مشق تحریر جاری رکھ سکوں یا کوئی قاعدہ پڑھ سکوں اس لئے میں نے اپنے لکھنے کی پریکٹس کرنے کے لئے صاف چٹیل زمین کو اپنی تختی اور انگلی کو قلم بنا لیا اور زمین پر پڑی دھول سے سیاہی کا کام لیا۔ اس طرح بہت محنت اور لگن سے میں اس قابل ہو گیا کہ الفضل پڑھ سکوں اور تفسیر صغیر سے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ لوں۔ (الفضل 28 جولائی 2008ء ص 6)

مکرم شیخ ناصر احمد صاحب خالد اپنی اہلیہ مکرمہ نعیمہ ناصر صاحبہ کی الفضل سے محبت اور عقیدت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:۔

1984ء میں جب جنرل ضیاء الحق کے دور حکومت میں احمدیوں پر ظلم و ستم کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا تو اخبار الفضل کی اشاعت پر بھی پابندی لگ گئی۔ ایک دن صبح کے وقت جب اخبار الفضل آیا۔ تو اس میں ایک الگ اطلاع نامہ بھی تھا کہ اس پرچہ کے بعد الفضل شائع نہ ہو سکے گا۔ میں نے بلند آواز سے یہ افسوسناک اطلاع پڑھ کر سنائی۔ اس خبر سے مرحومہ کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اونچی آواز میں دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کر دیا اور بار بار کہتیں کہ ”اب ہم کیا پڑھیں گے۔ اب ہم کیا پڑھیں گے“ (اخبار الفضل پر یہ پابندی چار سال تک جاری رہی اور نومبر 1988ء کو پرچہ دوبارہ شائع ہونا شروع ہو گیا۔ الحمد للہ) صبح جب ہا کر اخبار لے کر آتا تو سب سے پہلے الفضل کا مطالعہ کرتیں۔ پھر دوسرے اخبار۔

(الفضل 14 جنوری 2002ء ص 6)

مکرم محمد محمود طاہر صاحب

روزنامہ الفضل۔ زہر کا تریاق

اخبار الفضل ایک روحانی نہر ہے جسے سیدنا محمود نے 1913ء میں جاری فرمایا اور یہ گزشتہ ایک صدی سے احباب جماعت کی علمی اور روحانی آبیاری کے سامان کر رہی ہے۔ بہت سی سعید روحیں اس کے مطالعہ سے حق کی آغوش میں آئیں اور لاکھوں لوگوں کے علم و عرفان میں ترقی کا موجب بنی اور بن رہی ہے۔

الفضل صرف جماعتی خبروں کا ذریعہ ہی نہیں جس سے عالمی بھائی چارہ اور وحدت کی صورت پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ اس کی زینت بننے والے کلمات طیبات از حضرت مسیح موعود اور خلفاء سلسلہ احباب جماعت کی علمی اور روحانی ترقی کا باعث بنتے ہیں۔ یہ اخبار بیرونی زہریلے حملوں اور آلودگیوں کے خاتمہ کے لئے ایک تریاق کا کام کرتا ہے۔ مختلف مکاتیب فکر کی تحریرات، ان کے نظریات اور فلسفہ کے نتیجہ میں بعض غلط رجحانات پیدا ہو سکتے ہیں اور یہ زہر انسان کے اخلاق اور روحانیت کے لئے شدید نقصان دہ ہو سکتے ہیں۔ اگر اس کے مقابل پر درست سمت جانے والے نظریات اور رجحانات کا مطالعہ نہ کیا جائے۔ اس کے لئے اخبار الفضل کا روزانہ کا مطالعہ ایک تریاق کا کام کر سکتا ہے۔ اس میں شائع ہونے والی پاکیزہ اور پُر معارف تحریرات مسیح موعود و خلفاء یقیناً بیرونی زہروں کے لئے تریاق کا موجب بنیں گی اور ایک قاری یا سامع خصوصاً نوجوان اپنی سمت کو درست رکھ سکے گا۔

حضرت مصلح موعود نے ایک بار اپنی تقریر میں الفضل کی اس افادیت کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا:

”ہماری جماعت میں ایک مخلص دوست تھے جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے لڑکے نے مجھے لکھا کہ میرے والد میرے نام الفضل جاری نہیں کراتے۔ میں نے انہیں لکھا کہ آپ کیوں اس کے نام الفضل جاری نہیں کراتے تو انہوں نے جواب دیا کہ میں چاہتا ہوں کہ مذہب کے معاملہ میں اسے آزادی حاصل ہو اور وہ آزادانہ طور پر اس پر غور کر سکے۔ میں نے انہیں لکھا کہ الفضل پڑھنے سے تو آپ سمجھتے ہیں اس پر اثر پڑے گا اور مذہبی آزادی نہ رہے گی لیکن کیا اس کا بھی آپ نے کوئی انتظام کر لیا ہے کہ اس کے پروفیسر اس پر اثر نہ ڈالیں۔ کتابیں جو وہ پڑھتا ہے وہ اثر نہ ڈالیں۔ دوست اثر نہ ڈالیں اور جب یہ سارے اثر ڈال رہے ہیں تو کیا آپ چاہتے ہیں کہ اسے زہر تو کھانے دیا جائے اور تریاق سے بچایا جائے“۔

(تقریر جلسہ سالانہ فرمودہ 27 دسمبر 1941ء۔ انوار العلوم جلد 16 ص 298)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کے اس اقتباس کی روشنی میں اخبار الفضل کی افادیت اور اہمیت خوب عیاں ہو جاتی ہے۔ یہ ارشاد ہمیں دعوت فکر بھی دے رہا ہے کہ ہم اپنے نوجوانوں میں بالخصوص جماعتی لٹریچر کے مطالعہ کی عادت ڈالیں۔ الفضل اس کے لئے ایک آسان اور مفید ذریعہ ہے جس کے متنوع عناوین اور معلومات قاری کی دلچسپی برقرار رکھ سکتی ہیں۔ اگر اخبار الفضل کے مطالعہ کی عادت بچوں اور نوجوانوں میں رواج پکڑ جائے تو پھر سلسلہ کی کتب میں بھی دلچسپی بڑھے گی یوں ایک صحت مند علمی رجحان کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جس سے یقیناً معرفت ترقی کرے گی۔

حضرت مصلح موعود نے انتہائی مؤثر انداز میں بیان فرما دیا کہ آپ زہر تو کھانے دیں لیکن تریاق نہ دیں تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا۔ آجکل کے دور میں تو ہماری ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ مواصلاتی ترقی سے دنیا ایک عالمی گاؤں کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ہر طرف سے مختلف ممالک اور معاشروں کی ثقافتی یلغار اپنے اپنے زہروں کو لئے ہوئے حملہ آور ہے تو ایسے ہی ہمیں تریاق مہیا کرنے بھی ضروری ہیں۔ اس کے لئے الفضل ایک اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

الفضل کی روحانی نہر سے خود استفادہ کرنا اور دوسروں کو اس کے فیضان سے روشناس کروانا ہمارے لئے یقیناً باعث رحمت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں علم و عرفان میں ترقی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس

اپنے بچوں کے نام ”الفضل“ جاری کراؤ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

کہ ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی اور نصرانی اور مجوسی بنا لیتے ہیں۔

اس قول سے ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے کہ والدین کی تربیت کا بچوں کی آئندہ زندگی پر بڑا اثر پڑتا ہے۔ پس.......... کو چاہئے وہ اپنی اولاد کی ایسے طور پر تربیت کریں۔ کہ جب وہ بڑے ہوں تو حقیقی .... ہوں۔ اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماؤں کے متعلق فرمایا ہے۔ الجنۃ تحت اقدام الامھات کہ جیسے ماں بچہ کی تربیت کرے گی ویسا ہی بچہ بڑا ہو کر کام کرے گا پس اگر وہ چاہتی ہیں کہ ان کے بچے جنت کے وارث ہوں۔ تو جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے۔ انہیں چاہئے وہ اپنے بچوں کی ایسے طور پر تربیت کریں کہ وہ بڑے ہو کر جنتیوں والے اعمال بجا لائیں۔ تا جنت کے وارث ہوں۔

بنا بریں افراد جماعت احمدیہ پر واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کی احمدیت کے طریقہ پر تربیت کریں۔ تا ایسا نہ ہو کہ جب ان کے بچے سن رشد کو پہنچیں۔ تو وہ بھی دیگر.......... کی طرح سوائے احمدیت کے نام کے اور کچھ نہ جانتے ہوں۔ پس بچپن سے ہی انہیں احمدیت کے عقائد و اعمال سے واقف کرنا چاہئے۔

اس کے لئے میں ایک تجربہ شدہ طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ جس قدر سلسلہ کے اخبارات و رسائل قادیان سے شائع ہوتے ہیں۔ والدین کو اپنی اولاد سے پڑھوا کر سننے چاہئیں۔ میرے والد صاحب کا یہی طریق تھا کہ جب میں ابتدائی مدرسہ کی تیسری جماعت میں پڑھتا تھا۔ اس وقت سے اخبار الحکم والبدر و رسالہ ریویو آف ریلیجنز و تشحیذ الاذہان کے پرچوں میں سے جب کوئی پرچہ آتا تو آپ مجھ سے سنا کرتے تھے۔ اس طرح بچپن میں ہی مجھے بہت سی باتیں سلسلہ کے متعلق معلوم ہو گئیں اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ حضرت مسیح موعود کے حق میں کسی سے برا کلمہ سننا گوارا نہیں تھا۔

پس احمدی دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو بچپن سے ہی سلسلہ کے اخبارات اور کتب کے مطالعہ کا شوق دلائیں اور بعض اوقات خود پڑھنے کی بجائے ان سے اپنے سامنے پڑھوایا کریں۔

(الفضل 19 فروری 1929ء)

افریقہ جانے والے مربی سلسلہ کو حضرت مصلح موعود کی نصائح

خلافت رحمت خداوندی ہے

مرکز سلسلہ کا کوئی نہ کوئی اخبار زیر مطالعہ رکھیں

(تحریر فرمودہ 23 جنوری 1922ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے نائیجیریا جانے والے دوسرے احمدی مربی حضرت حکیم فضل الرحمٰن صاحب کو 23 جنوری 1922ء بعد از نماز فجر بیت مبارک میں چند ہدایات لکھ کر دیں۔ فرماتے ہیں:۔

''خلافت کا سلسلہ ایک رحمت ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمت کی ناشکری کرنی دکھ میں ڈالتی ہے۔ انسان خواہ کس قدر بھی ترقی کر جائے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ پس خلافت سے...... کسی وقت بھی مستغنی نہیں ہو سکتے نہ اب نہ آئندہ کسی زمانہ میں۔ اللہ تعالیٰ کی بہت سی برکات اس سے متعلق اور وابستہ ہیں اور اس سے جو خلافت سے دور ہو جاتا ہے، دور ہو جاتا ہے اللہ اس سے۔ جو اس سے تعلق کرتا ہے، اپنا تعلق مضبوط کرتا ہے''۔

حضور نے مزید تحریر فرمایا:۔

''اطاعت ایک اعلیٰ جوہر ہے اسے پیدا کرنے کی کوشش کرو اور جو آپ کا افسر ہو اس کی اطاعت کرو اور اپنے نفس کو اپنے پر غالب مت آنے دو۔ اگر کسی بات پر اعتراض ہو تو اس سے خلیفہ وقت کو اطلاع دو۔ خود ہی اس پر فیصلہ نہ دو کیونکہ تفرقہ طاقت کو توڑ دیتا ہے اور یہی کھڑکی ہے جس میں سے آدم کا دشمن اس کے گھر میں داخل ہوا کرتا ہے اور اس کو اس کے عزیزوں سمیت جنت میں سے خارج کر دیا کرتا ہے۔

ہمیشہ خلیفہ وقت سے تعلق کو مضبوط کرنے کی کوشش کرتے رہو اور خط و کتابت میں کبھی سستی نہ کرو۔ وہ لوگ جن کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت ہو ان کو بھی ان سب نصائح پر عمل کرنے کی تحریک کرو جو اوپر بیان ہوئیں یا بعد میں آپ تک پہنچتی رہیں۔

دینی لٹریچر سے آگاہ رہنے کی ہمیشہ کوشش کرو قرآن کریم کے متعلق تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں وہ تو مومن کی جان ہے۔ مگر حدیث اور کتب مسیح موعود کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ ان سے غافل نہ ہو۔ کوئی نہ کوئی اخبار قادیان کا جس میں مرکز اور سلسلہ کے حالات ہوں ضرور زیر مطالعہ رہنا چاہئے کہ یہ ایمان کو تازہ کرتا ہے اور اس کی تاکید وہاں کے لوگوں کو بھی کریں جنہیں آپ (دعوت الی اللہ) کر رہے ہوں اور پھر خلفاء کے اعلانات اور ان کی کتب کا مطالعہ بھی ضروری ہے کیونکہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنی مرضی کو ظاہر کرتا ہے اور انسان کے لئے ان کا کلام بھی بمنزلہ دودھ کے ہوتا ہے''۔

(الفضل 30 جنوری 1922ء ص 4)

(خلافت علیٰ منہاج النبوۃ جلد 2 ص 1)

☆☆☆☆☆☆

مکرم محمود احمد صاحب

چند اخباری اصطلاحات

آف دی ریکارڈ

اس کا اطلاق ایسی باتوں پر ہوتا ہے جنہیں شائع یا نشر کرنا مقصود نہ ہو اس کا استعمال عموماً سیاسی شخصیتیں دوران گفتگو اس وقت کرتی ہیں جب وہ کسی اخباری نمائندے یا ریڈیو، ٹی وی وغیرہ کے نمائندے سے ایسی باتیں کہہ دیتے ہیں۔ جنہیں وہ شائع یا نشر نہیں کرانا چاہتے اس صورت میں وہ لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ آف دی ریکارڈ ہے۔

اے بی سی (ABC)

سرکاری ادارہ جو اخبارات و رسائل کی اشاعت کی جانچ پڑتال کر کے تعداد اشاعت کے سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔ اس کا پورا نام آڈٹ بیورو آف سرکولیشن ہے۔

ایمبارگو

جب کسی خبر کو شائع کرنے سے پہلے جاری کیا جائے تو اس پر یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں وقت سے پہلے اسے شائع یا نشر کر دیا جائے اسے ایمبارگو کہتے ہیں۔

پریس نوٹ

حکومت کی جانب سے جاری کیا جانے والا کوئی بیان یا خبر۔

پروف

کتابت یا کمپوزنگ کے بعد جو کاپی بہ سلسلہ ترمیم و تصحیح چھاپی جاتی ہے اسے پروف کہتے ہیں اور جو شخص اصل عبارت سے ملا کر اس پروف کی غلطیاں نکالتا ہے اسے پروف ریڈر کہتے ہیں۔

پیشانی

وہ جگہ جہاں اخبار کا نام درج ہوتا ہے مثلاً الفضل نوائے وقت۔

چین پیپرز

کسی ایک ادارے کی جانب سے شائع ہونے والے بہت سے اخبارات اور جریدے مثلاً جنگ لمیٹڈ کے اخبارات اور اخبار جہاں وغیرہ وغیرہ۔

رپورٹر

ایسا شخص جو خبروں کی رپورٹنگ کے لئے تعینات کیا گیا ہو۔

ریذیڈنٹ ایڈیٹر

ایسا مدیر جو کسی اخبار کی ذیلی شاخ سے شائع ہونے والے اخبار کا سربراہ ہو۔

رپورتاژ

کسی عینی واقعہ کو اس انداز سے احاطہ تحریر میں لا کر لکھنے والے کے محسوسات اور تاثرات بھی معلوم ہوں۔

زرد صحافت

صحافت کی وہ قسم جس میں سنسنی خیز واقعات و اطلاعات کی بھرمار ہو۔

سنڈیکیٹ

ایسا ادارہ جو خبریں۔ فیچر، یادگار مضامین اخبارات و رسائل اور دیگر ابلاغ عامہ کے ذرائع کو فراہم کرتا ہو۔ یہ خبر رساں ایجنسیوں کی ذیل میں آتا ہے۔

صفر ساعت

وقت کی وہ مقررہ حد جس کے بعد کوئی اخبار یا رسالہ طباعت کے لئے نہیں بھیجا جا سکتا۔

شہ سرخی

ایسی سرخی جو اخبار کے صفحہ کی چوڑائی پر محیط ہو۔

کالم

کسی اخبار یا رسالے وغیرہ کے صفحے کی پیمائش کی اکائی کو کالم کہا جاتا ہے۔

لیڈ

کسی اخبار کے پہلے صفحے کی سب سے نمایاں اور اہم خبر۔

ہینڈ آؤٹ

حکومت کی جانب سے جاری کیا جانے والا وضاحتی بیان۔

دنیا کی مشہور خبر رساں ایجنسیاں

☆ ایسوسی ایٹڈ پریس آف امریکہ (الف پ الف) 1880ء سال قیام

☆ گلوب رائٹرز برطانیہ 1851ء

☆ نیوزی لینڈ پریس ایسوسی ایشن (ن ز پ الف) 1879ء۔

☆ پریس ٹرسٹ آف انڈیا (پ ٹ الف) 1905ء۔

☆ یونائیٹڈ پریس ایسوی ایشن امریکہ (ی پ الف) 1907ء۔

☆ انٹرنیشنل نیوز سروس امریکہ (الف ن س) 1909ء۔

☆ تاس نیوز ایجنسی (روس) 1917ء۔

☆ پارس۔ ایران۔ 1934ء۔

☆ باختر، افغانستان 1939ء۔

☆ عرب نیوز ایجنسی (ع ن الف) 1941ء۔

☆ اژانس فرانس پریس فرانس (الف ف پ) 1944ء۔

☆ نیو چائنا نیوز ایجنسی (ن چ ن الف) 1944ء

☆ ڈیوئشے پریس ایجنسی جرمنی (ڈ پ الف) 1949ء۔

☆ ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان (الف پ پ) 1949ء۔

☆ یونائیٹڈ پریس آف پاکستان (ی پ پ) 1949ء۔

☆ پاکستان پریس انٹرنیشنل (پ پ الف) 1949ء۔

☆ اسلامک نیوز ایجنسی، اسلامی سیکرٹریٹ (الف ن الف) 1972ء۔

دنیا کے مشہور اخبارات

آسٹریلیا: ڈیلی ٹیلیگراف

ایران: اطلاعات۔ کیہان۔ تہران جرنل

امریکہ: نیو یارک ٹائمز۔ دی ہیرالڈ، دی سن، دی نیو یارک مرر N.P

برطانیہ: ڈیلی مرر۔ ڈیلی ایکسپریس۔ دی ٹائمز۔ ٹیلیگراف ڈیلی میل۔ الفضل انٹرنیشنل

پاکستان: الفضل، نوائے وقت، جنگ، ڈان، مارننگ نیوز، خبریں، پاکستان، دن۔ وقت، دی نیشن،

(باقی صفحہ 8 پر)

خبریں

پنجاب کا 4 کھرب 89 ارب کا ٹیکس فری بجٹ پیش کر دیا گیا

پنجاب حکومت نے آئندہ مالی سال 10-2009ء کیلئے 4 کھرب 89 ارب 80 کروڑ روپے کا ٹیکس فری بجٹ کا اعلان کیا ہے جن میں اخراجات جاریہ کا تخمینہ 314.8 ارب روپے جبکہ ترقیاتی اخراجات کا تخمینہ 175 ارب روپے ہے جبکہ آمدنی کا تخمینہ 4 کھرب 23 ارب 50 کروڑ روپے ہے۔ وزیراعلیٰ کی زیرصدارت کابینہ کے اجلاس میں بجٹ کی منظوری دی گئی۔ پنجاب اسمبلی میں صوبائی وزیرخزانہ تنویراشرف کائرہ نے بجٹ پیش کرتے ہوئے بتایا۔ نئے بجٹ میں امن وامان کیلئے 43 ارب صحت کے ترقیاتی کاموں کیلئے 12 ارب تعلیم کیلئے 23 ارب، زراعت کیلئے 3 ارب، سستی روٹی سکیم کیلئے ساڑھے 7 ارب، فوڈ سپورٹ سکیم کیلئے 16 ارب، گرین ٹریکٹر سکیم کیلئے 2 ارب اور آٹے پر سبسڈی کیلئے 4 ارب روپے مختص کئے گئے ہیں۔

آئندہ ماہ مصر میں پاک بھارت خارجہ سیکرٹریوں کے مذاکرات کا فیصلہ

صدر زرداری اور بھارتی وزیراعظم من موہن سنگھ کی ملاقات میں فیصلہ کیا گیا کہ جامع مذاکرات کی بحالی کیلئے خارجہ سیکرٹریوں کی سطح پر مذاکرات ہوں گے۔ خارجہ سیکرٹریوں کی ملاقات جولائی کے وسط میں شرم الشیخ (مصر) میں ہوگی۔ ملاقات میں صدر پاکستان نے کہا کہ پاکستان تنازع کشمیر سمیت تمام تصفیہ طلب مسائل بات چیت کے ذریعے حل کرنے کا خواہاں ہے۔ بھارت دونوں ممالک کے درمیان پائے جانے والے اختلافات پر دوبارہ مذاکرات کا آغاز کرے۔ بھارتی وزیراعظم نے اس موقع پر کہا کہ پاکستان کے ساتھ دوستی بھارت کیلئے اہم ہے، پاکستان کے ساتھ امن کیلئے دوبارہ کوشش کی جائے گی۔

آئندہ ماہ بجلی مہنگی ہوگی، پرویز اشرف نے وزیراعظم کو آگاہ کر دیا

وزیراعظم گیلانی کی صدارت میں وزارت پانی وبجلی کے ہونے والے اعلیٰ سطحی اجلاس میں وزارت نے حکومت کو آگاہ کیا ہے کہ آئندہ ماہ سے بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑے گا جو کہ دومراحل میں ہوگا۔ وزیراعظم کو پاورسیکٹر خاص طور پر ہائیڈروپاور پراجیکٹ کے حوالے سے بریفنگ دی گئی اور بتایا گیا کہ زراعت اور انڈسٹری کا زیادہ انحصار پانی وبجلی پر۔ اس مقصد کیلئے 47 ارب روپے واٹر اور 139 ارب روپے پاورسیکٹر کیلئے مختص کئے گئے ہیں۔ اس موقع پر وزیراعظم نے ہدایات دیتے ہوئے کہا کہ طلب پوری کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ اس سال کے آخر تک لوڈشیڈنگ کا خاتمہ کیا جاسکے۔

(بقیہ از صفحہ 1)

میں سارا کیوز یونیورسٹی سارا کیوز نیو یارک سے ایکسپیریمنٹل ہائی انر جی فزکس میں ڈاکٹریٹ (Ph.D) کی ڈگری حاصل کی ہے۔ اس سلسلہ میں تقسیم اسناد کی تقریب 10 مئی 2009ء کو منعقد ہوئی۔ جوزف آر بائڈن نائب صدر امریکہ مہمان خصوصی تھے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز ان کیلئے مبارک کرے۔ اور خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بقیہ از صفحہ 7)

دی نیوز، ایکسپریس وغیرہ

ترکی: حریت، جمہوریت

جاپان: آساہی شمبون۔ یومیوری شمعبیوں، جاپان

چین: جن من جہہ پاؤ، کوانگ منگ جہ پاؤ۔

روس: پراودا، ازو

فرانس: دی پیرس لیبر۔ فرانس سائر

ہندوستان: انڈین ایکسپریس۔ ملاپ، ٹائمز آف سٹیٹمین۔ آنندابازار۔ پتریکا۔ ہندو

کلاس مجلس نابینا ربوہ

مجلس نابینا کی فنی، تعلیمی، علمی، تربیتی وتفریحی کلاس مورخہ 20 جون تا یکم جولائی 2009ء مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ کے ہال میں ہوگی۔ تمام قارئین سے درخواست ہے کہ نابینا احباب کو مطلع کریں اور پروگرام کی کامیابی کیلئے دعا کریں۔

(جنرل سیکرٹری مجلس نابینا ربوہ)

ضرورت ڈرائیورز

نظارت بہشتی مقبرہ کو H.T.V ڈرائیورز کی ضرورت ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے تجربہ کار ہیوی ڈیوٹی لائسنس ہولڈر اپنی درخواستیں مکمل کوائف اور شناختی کارڈ کی کاپی کے ہمراہ صدر جماعت کی سفارش کے ساتھ مورخہ 29 جون 2009ء تک بھجوائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

درخواست دعا

مکرم طارق احمد صاحب کارکن دفتر روزنامہ الفضل اطلاع دیتے ہیں۔

میرے والد مکرم ماسٹر بشیر احمد صاحب کرونڈی ضلع خیرپور موٹرسائیکل کے ایک حادثے میں زخمی ہو گئے ہیں۔ نیز خاکسار کے چھوٹے بھائی مکرم منور احمد صاحب دارالعلوم جنوبی احد ربوہ بھی بیمار ہیں اور ٹانگوں میں کمزوری کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے، علاج جاری ہے احباب جماعت سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر دو احباب کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔

مکرم ناصر احمد صاحب سابق کارکن روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار معدے میں تکلیف اور پسلیوں میں درد کی وجہ سے بیمار ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم محمد انوار الحق صاحب کلرک شعبہ مال دفتر دارالذکر جماعت احمدیہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے برادر نسبتی مکرم ٹھیکیدار محمد یوسف صاحب ساکن راہوالی ضلع گوجرانوالہ گزشتہ چند ماہ سے معدہ اور جگر کے انفیکشن کی وجہ سے صاحب فراش ہیں گذشتہ دنوں طبیعت زیادہ خراب ہوگئی تھی پہلے کی نسبت طبیعت تو ٹھیک ہے مگر چلنا پھرنا مشکل ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ شافی مطلق خدا محض اپنے خاص فضل سے صحت کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم ظفر اقبال بھٹی صاحب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم خرم ناصر صاحب ابن مکرم ناصر احمد صاحب بھنڈر سبزہ زار لاہور کے بازو کے فریکچر کا شیخ زاید ہسپتال لاہور میں آپریشن کامیابی کے ساتھ ہو گیا ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم غلام نبی منہاس صاحب حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی ایک ٹانگ میں شدید درد رہتا ہے۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ نصرت عزیز صاحبہ حلقہ شمالی چھاؤنی لاہور تحریر کرتی ہیں۔

میری چھوٹی بہن مکرمہ عفت وسیم صاحبہ اہلیہ مکرم شیخ وسیم احمد صاحب بیلجیم کو فالج ہو گیا ہے۔ مقامی ہسپتال میں زیرعلاج ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم عرفان سعود صاحب امین حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کے والد محترم پروفیسر شیخ عبدالماجد صاحب کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
کورس 3 ڈبیاں
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

پلاٹ برائے فروخت
برقبہ 10 مرلہ دارالفتوح جنوبی نزد جلسہ گاہ
رابطہ: 0300-8549016

ضرورت سٹاف
میٹرک پاس لڑکے اور لڑکیوں کی فوری ضرورت ہے
رابطہ: مریم میڈیکل اینڈ سرجیکل سنٹر
یادگار چوک ربوہ فون نمبر: 0476213944

ربوہ میں طلوع وغروب 18 جون

طلوع فجر	4:32
طلوع آفتاب	6:00
زوال آفتاب	1:10
غروب آفتاب	8:18

بجلی کا نعم البدل
جنریٹر ہی جنریٹر لاہور ریٹ پر حاصل کریں۔
گیس اور پٹرول پر
نیو ربوہ الیکٹرونکس
ریلوے روڈ ربوہ
فون نمبر: 047-6215934

طاہر ہومیو پیتھک کنسلٹیشن کلینک
ڈاکٹر مرتضیٰ احمد ایم بی بی ایس K.E ایم ڈی ایران
اللہ کے فضل سے ہر طرح کے پیچیدہ، اور کرانک امراض کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے۔ مشورہ کیلئے بالمشافہ ملیں یا اپنے مفصل حالات لکھ کر بذریعہ پوسٹ میڈیسن طلب کر سکتے ہیں
424-D فیصل ٹاؤن لاہور نزد گورمہ بیکرز
0322-4223537 ☎ 042-5221477

WEDDING | PARTY | EVERYDAY
SHARIF
JEWELLERS
Rabwah SINCE 1952
Aqsa Road 6212515 6215455
Railway Road 6214750 6214760
www.sharifjewellers.com

ECL APX ایکسپریس کوریئر سروس
کی جانب سے جلسہ سالانہ U.K کے موقع پر برطانیہ+جرمنی+کینیڈا+امریکہ اور دیگر ممالک میں چھوٹے بڑے پارسل بھجوانے پر خصوصی رعایت
پاکستان بھر سے پارسل پک کرنے کی سہولت
کم ریٹ پر مت جائیں اعلیٰ سروس اپنائیں
اعلیٰ سروس ہماری پہچان
EXPRESS COURIER LINK
بشارت مارکیٹ نزد ایوان محمود اقصیٰ روڈ ربوہ
047-6214955
فیصل آباد اور لاہور سے رابطہ کیلئے
0321-7915213

FD-10